اسلامی بینکوں میں رائج اجارہ

حافظ راؤ فرحان علی*

Abstract

'Ijārah Practices in Islamic Banking

Islamic banking is a general term, which provides all the banking services but interest, gambling and other unethical practices are completely avoided.
This banking system is based on *mushārakah*, *muḍārabah*, *'Ijārah*, *murābaḥah*, salam and *'Istithnaā'*, etc. In this system, the modes of ancient Islamic legal literature have been established on modern basis.
Since the beginning of the Islamic banking, *'Ijārah* remains an important mode of financing. In Contemporary Islamic Banking, Islamic institutions are providing auto financing facility to their customers on the basis of *'Ijārah*. What is the *'Ijārah* contract and what is its legal status in Islam? What procedures are followed for *'Ijārah* in Islamic banks? These are the questions, which this article attempts to answer.

Keywords: *'Ijārah*; Islamic Banking; Fiqh.

اسلامی طرق ہائے تمویل میں اجارہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ مختلف اسلامی بینک اجارہ فائنانسنگ کے عنوان سے اپنے گاہکوں کو گاڑی کی سہولت فراہم کر رہے ہیں۔ عقد اجارہ سے کیا مراد ہے اور اس کا جواز کہاں سے ثابت ہے نیز اسلامی بینکوں میں اجارہ کا طریق کار کیا ہے؟ ذیل میں اسی حوالے سے گفتگو کی جا رہی ہے:

اجارہ کی تعریف

اجارہ ایک ایسا عقد ہے جس میں کسی چیز کا حق استعمال یا منافع، متعین رقم کے بدلے دوسرے شخص کو فروخت کر دیا جاتا ہے۔[1]

اجارہ کا جواز قرآن کریم کی روسے

اجارہ کا جواز قرآن، حدیث اور اجماع سے ثابت ہے۔ قرآن کریم نے اجارہ کی مشروعیت کو مختلف مقامات پر بیان فرمایا ہے۔ جس سے معلوم یہ ہوتا ہے کہ اجارہ سابقہ امم کے ہاں بھی مشروع تھا۔ مثلاً حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا قصہ سورۃ الکہف میں موجود ہے کہ جب آپؑ ایک بستی میں پہنچے اور دیکھا کہ دیوار بس گرنے کے قریب ہے تو حضرت خضر علیہ السلام نے اسے ہاتھ لگایا اور وہ معجزانہ طور پر ٹھیک ہو گئی تب حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: ﴿قَالَ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا﴾[2] یعنی ﴿اس (موسیٰؑ) نے کہا کہ اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے لیتے﴾۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مصر سے مدین پہنچے جہاں اللہ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت شعیب علیہ السلام موجود تھے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے جب حضرت موسیٰ کو صفاتِ محمودہ کا حامل پایا اور بیٹیوں کی زبانی بے پناہ تعریف سنی تو فرمایا: ﴿قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ﴾[3] یعنی ﴿اس (شعیبؑ)

* لیکچرر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

نے فرمایا کہ میں اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک کو آپ کے نکاح میں دینا چاہتا ہوں اس (مہر) پر کہ آپ آٹھ سال تک کام کاج کریں۔ ہاں اگر آپ دس پورے کر دیں تو یہ آپ کی طرف سے بطور احسان کے ہے﴾

اس آیت سے بھی اجارہ کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ جس میں آپ کی آٹھ سالہ اجرت بطور مہر قرار پائی۔

ماقبل دونوں آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اجارہ سابقہ امتوں کے ہاں جائز تھا اور جو چیز سابقہ امتوں میں جائز ہو، جب تک اس کے معارض کی کوئی دلیل نہ ہو تو وہ جائز ہی رہتی ہے۔ اجارہ کی اس مشروعیت کو قرآن کریم نے بھی بحال رکھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ﴾[۴] یعنی ﴿پس اگر وہ تمہارے کہنے سے دودھ پلائیں تو تم ان کو انکی اجرت دو﴾

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر عورت کو طلاق ہو چکی لیکن خاوند چاہتا ہے کہ شیر خوار بچے کو یہی عورت دودھ پلائے تو خاوند پر لازم ہے کہ وہ اس عورت کو دودھ پلانے کے عوض اجرت بھی ادا کرے۔ یہ آیت بھی اجارہ کی مشروعیت کو ثابت کرتی ہے۔

اجارہ احادیث کی رو سے

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "قال الله: ثَلَاثَةٌ أَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ أَعْطَى بِي ثُمَّ غَدَرَ، وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَأَكَلَ ثَمَنَهُ، وَرَجُلٌ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا فَاسْتَوْفَى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ أَجْرَهُ"[۵] یعنی "اللہ تعالیٰ نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں جن سے بروز قیامت میں جھگڑا کروں گا۔ ایک تو وہ جس نے میرا نام لے کر عہد کیا پھر توڑ دیا، دوسرے وہ جس نے آزاد آدمی کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھائی اور تیسرے وہ جس نے مزدور سے کام تو پورا لیا مگر اجرت پوری نہ دی"۔ اسی طرح ایک اور روایت میں ہے: "أَعْطِ الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُه"[۶] یعنی "مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری ادا کرو"۔ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ ابو طیبہ نے آپ ﷺ کو پچھنے لگائے تو آپ ﷺ نے انہیں ایک صاع کھجور دینے کا حکم دیا۔

اجماع

مشہور حنفی فقیہ علامہ کاسانیؒ نے اجارہ کے جواز پر اجماع نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا الْإِجْمَاعُ فَإِنَّ الْأُمَّةَ أَجْمَعَتْ عَلَى ذَلِكَ قَبْلَ وُجُودِ الْأَصَمِّ حَيْثُ يَعْقِدُونَ عَقْدَ الْإِجَارَةِ مِنْ زَمَنِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ إِلَى يَوْمِنَا هَذَا مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ، فَلَا يُعْبَأُ بِخِلَافِهِ إِذْ هُوَ خِلَافُ الْإِجْمَاعِ.[۷]

اور جہاں تک اجماع کا تعلق ہے تو بے شک (ابو بکر) اصم سے پہلے امت کا اس پر اجماع ہے۔ اور صحابہ کرامؓ کے زمانے سے لے کر آج تک بغیر کسی انکار کے عقد اجارہ ہوتا چلا آرہا تھا۔ ابو بکر اصم کا اختلاف کوئی معنیٰ نہیں رکھتا اس لئے کہ وہ اجماع کے خلاف ہے۔

علامہ ابن رشد فرماتے ہیں کہ اجارہ تمام علاقوں کے علماء کے ہاں جائز ہے۔[۸]

بنیادی طور پر اجارہ کی دو قسمیں ہیں: ۱- اجارہ الاشخاص ۲-اجارہ الاعیان

اجارۃ الاشخاص

اجارۃ الاشخاص سے مراد وہ اجارہ ہے جس میں کسی شخص کی خدمات متعین اجرت پر حاصل کی جاتی ہیں مثلاً کسی کو ملازم رکھنا، مزدور

Scanned by CamScanner

سے اجرت پر کام لینا وغیرہ وغیرہ۔ اجارہ کی اس قسم کو قرآن مجید نے بھی بیان کیا ہے

اجارۃ الاعیان

اجارۃ الاعیان سے مراد وہ اجارہ ہے جس میں کسی شے کی متعین منفعت معلوم اجرت کے عوض حاصل کی جاتی ہے مثلاً دکان، مکان، جانور یا گاڑی کرائے پر حاصل کرنا۔ اسلامی بینکوں میں رائج اجارے کا تعلق بھی اسی دوسری قسم یعنی اجارۃ الاعیان سے ہے۔۔ اسلامی بینکوں میں رائج اجارہ، اجارہ منتہیہ بالتملیک کہلاتا ہے جسے یوں بیان کیا گیا ہے کہ:

یہ ایسا اجارہ ہے جو عین مؤجَّرہ (اجارے پر دی جانے والی چیز) کی تملیک کے وعدے سے مشروط ہوتا ہے۔ تملیک کا یہ عمل خواہ مدتِ اجارہ کے اختتام پر ہو یا درمیان میں لیکن اسے شریعہ اسٹینڈرڈ کے بیان کردہ طُرق میں سے کسی ایک کے مطابق ہونا چاہیے۔[۹]

خالد بن عبد اللہ الحافی اس کی تعریف یہ بیان کرتے ہیں کہ: "یہ دوطرفہ عقد ہے جس میں ایک فریق دوسرے کو متعین سامان متعین اجرت کے بدلے دیتا ہے جس کی ادائیگی اقساط کی صورت میں ہوتی ہے۔ اس عقد میں آخری قسط کی ادائیگی کے بعد شے کی ملکیت ایک نئے عقد کے ذریعے گاہک کو منتقل کر دی جاتی ہے"۔[۱۰]

اسلامی بینکوں میں اجارہ کے نام سے ہونے والے عقد کئی عقود کا مجموعہ ہوتا ہے جس کی عملی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب کسی شخص یا ادارے کو مشینری یا گاڑی وغیرہ درکار ہوتی ہے تو وہ اسے بذات خود نہیں خرید تا جسکی دو وجوہات ہوتی ہیں:

۱. پہلی وجہ تو سرمایے کی کمی ہے جس میں خریدار یکمشت ادائیگی کے قابل نہیں ہوتا اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ آہستہ آہستہ اقساط کی صورت میں خریداری کرے۔[۱۱]

۲. دوسری وجہ یہ ہے کہ کاروبار میں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ لگی بندھی رقم کا ایک بڑا حصہ کہیں مصروف نہ ہو بلکہ کم سے کم ادائیگی کے ساتھ کاروبار کو جاری رکھا جائے تاکہ سیال سرمایہ ادارے کے پاس رہے جو بوقت ضرورت مختلف شعبہ جات میں کام آسکے۔

ان دو وجوہات کے پیش نظر گاہک بینک کے پاس جاتا ہے تاکہ وہ اجارہ کی سہولت حاصل کر سکے۔ گاہک کا مطلوبہ اثاثہ عموماً بینک کے پاس نہیں ہوتا بلکہ وہ گاہک کی طلب پر ہی اسے خریدتا ہے۔ لہذا بینک اس بات کا متمنی ہوتا ہے کہ گاہک بھرپور یقین دہانی کروائے کہ وہ واقعی اس سے اثاثہ حاصل کرے گا۔[۱۲]

اثاثہ حاصل کرنے کی درخواست

عقد اجارہ کا سب سے پہلا مرحلہ جو گاہک اور بینک کے مابین طے پاتا ہے وہ یہ کہ گاہک بینک کو اجارہ کی سہولت حاصل کرنے کے لئے درخواست دیتا ہے کہ بینک اس کا مطلوبہ اثاثہ اجارہ کی بنیاد پر اسے فراہم کرے۔ مختلف اسلامی بینکوں کے درخواست فارم مختلف ہوتے ہیں۔ درخواست فارم میں مطلوبہ اثاثہ مثلاً گاڑی کے لئے مینوفیکچرر کا نام، ماڈل، انجن سائز، رنگ، قیمت، ڈاؤن پیمنٹ، گاڑی فوری بنیادوں پر چاہیئے یا بکنگ پر اور کس سال میں تیار کردہ ہو، الغرض تمام ضروری معلومات درج ہوتی ہے۔ مطلوبہ اثاثہ سے متعلق تفصیل کے علاوہ مستاجر (اجارہ پر حاصل کرنے والے شخص) کی ذاتی معلومات میں نام، پتہ، قومی شناختی کارڈ اور رہائش اور ٹیکس نمبر، موجودہ رہائش اور اس کی حیثیت کہ آیا وہ رہائش ذاتی ہے یا کرائے پر، ماہانہ کرایہ اور اس کے علاوہ ذاتی اثاثہ جات (زمین، دوکان، گاڑی، عمارت) کی تفصیل بھی درج ہوتی ہے۔[۱۳]

Scanned by CamScanner

مالی حیثیت کا جائزہ

اسلامی بینک درخواست منظور کر لینے کے بعد گاہک کی مالی حیثیت کا جائزہ لیتا ہے، کیونکہ اسلامی بینک کا یہ سرمایہ دراصل ان لوگوں کی امانت ہوتا ہے جو بینک پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی چھوٹی چھوٹی بچتیں اسلامی بینک کے پاس رکھواتے ہیں اس لئے بینک کسی بھی قسم کی سرمایہ کاری سے پہلے حتی الوسع اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ اس کی رقم کہیں ڈوب نہ جائے۔ لہذا اسلامی بینک اجارہ سہولت دینے سے پہلے یہ جانچ پڑتال کرتا ہے کہ آیا گاہک اثاثہ حاصل کرنے کے بعد اس کی رقم بھی ادا کر سکے گا یا نہیں؟ مالی حیثیت کے جائزے میں درج ذیل امور اہمیت کے حامل ہوتے ہیں:

۱. اگر گاہک نوکر پیشہ ہے تو بینک دیکھتا ہے کہ نوکری کس ادارے میں ہے؟ مستقل ہے یا عارضی؟

۲. نوکر پیشہ شخص کس عہدے پر فائز ہے؟ اور اسکی ماہانہ تنخواہ کیا ہے؟

۳. کیا نوکر پیشہ شخص کا ذریعہ آمدن صرف یہی نوکری ہے یا اس کے علاوہ کچھ اور بھی؟

۴. اگر گاہک کا تعلق کاروبار سے ہے تو گاہک کے کاروبار کی نوعیت کیا ہے؟ آیا مینوفیکچرنگ، ٹریڈنگ ہے یا سروسز؟ اس کی قانونی حیثیت کیا ہے؟ واحد ملکیتی ہے یا شراکتی کاروبار؟ خالص آمدنی کتنی ہے اور کتنے عرصے سے یہ کاروبار جاری ہے؟ اسی طرح بینک اکاؤنٹ، اکاؤنٹ نمبر، کریڈٹ کارڈ وغیرہ تفصیلات بھی بینک کو مطلوب ہوتی ہیں۔

۵. گاہک کے اثاثہ جات کیا ہیں؟

۶. گاہک کی ذمہ داریاں کتنی ہیں؟ اس نے دوسرے بینکوں سے قرض تو نہیں لیا؟ اگر لیا ہے تو بینک کا نام، قرض کی مقدار اور اسکی مدت وغیرہ معلومات بھی فراہم کی جاتی ہیں،[۱۴] مالی حیثیت کے جائزے میں بینک اسٹیٹمنٹ (Bank Statement) بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہے جس کے ذریعے پتہ لگایا جاسکتا ہے کہ پچھلے عرصے میں گاہک نے کتنا بیلنس اپنے اکاؤنٹ میں رکھا۔ روزمرہ کے معاملات میں کتنی رقم اسے وصول ہوتی رہی اور کتنی رقم واجبات کی ادائیگیوں میں استعمال ہوتی رہی۔

مالی حیثیت کے جائزے میں کاروباری ادارے کی بیلنس شیٹ (Balance Sheet) ایک اہم ہتھیار ہے جس کے ذریعے کسی بھی فرم کے مالی استحکام (Financial Stability) کا پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ فرم کے موجودہ اثاثے (Current Assets) جن میں نقدی، قابل وصول بل (Bill Receivable) بینک میں موجود بیلنس شامل ہوتے ہیں، جو جس قدر زیادہ ہوں گے فرم کی نقدی کی سیالیت اتنی ہی زیادہ ہوگی۔ جامد اثاثوں میں پلانٹ، مشینری، عمارات شامل ہیں۔ اگر مذکورہ اثاثہ جات فرم کی ذاتی ملکیت ہیں تو اجارہ کی سہولت حاصل کرنے کے لئے یہ تمام چیزیں مفید ہیں اس لئے کہ اسلامی بینک جب مذکورہ اثاثہ جات کا جائزہ لے گا تو اسے اطمینان ہوگا کہ بینک کی رقم محفوظ ہاتھوں میں ہے۔

مالی تحدید

مالی حیثیت کے جائزے کے بعد اگر گاہک بینک کے معیار پر پورا اترے تو بینک گاہک کو اجارہ سہولت فراہم کرتا ہے۔ یہ تیسرا مرحلہ مالی تحدید کا ہوتا ہے۔ بینک کا گاہک اگر ادارہ ہو جسے ایک نہیں بلکہ کئی گاڑیاں درکار ہوتی ہیں تو وہ ایک بڑی رقم کی مالی تحدید اپنے لئے منظور کروالیتا ہے جس کی کئی ایک وجوہات ہوتی ہیں۔ مثلاً گاہک بینک سے دس گاڑیاں خریدنا چاہتا ہے جن کی مالیت دو کروڑ روپے بنتی ہے اب گاہک بجائے اس کے کہ ایک گاڑی کے لئے درخواست دے اور ایک ایک گاڑی کی مالی تحدید کرواتا پھرے، اس کی دس

Scanned by CamScanner

گاڑیوں کی مالی تحدید دو کروڑ روپے منظور کروالیتا ہے پھر جیسے جیسے بینک کے پاس گاڑیاں آتی رہتی ہیں، عقد اجارہ ہوتا رہتا ہے۔
دوسری صورت یہ ہوتی ہے کہ بینک صرف اتنی ہی مالی تحدید کرتا ہے جتنی گاڑی کی قیمت ہوتی ہے یہ صورت اس وقت زیادہ وقوع پذیر ہوتی ہے جب گاہک ادارہ کے بجائے فرد واحد ہوتا ہے جسے صرف ایک ہی گاڑی خریدنا ہوتی ہے دونوں طرح کی مالی تحدید ایک عمومی معاہدے کے تحت وجود میں آتی ہے جسے "ماسٹر اجارہ ایگریمنٹ" یا Facility Agreement بھی کہا جاتا ہے۔[15]
ماسٹر اجارہ ایگریمنٹ ایک تفصیلی دستاویز ہوتی ہے جس میں عقد اجارہ میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کی مکمل وضاحت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اجارہ کے فریقین، ان کی ذمہ داریاں، اجارہ کی مدت، مطلوبہ شے کی حوالگی، اس کے استعمال کا طریقہ کار، ضمانت، اثاثہ کو چالو حالت میں رکھنے کے لئے اخراجات، اثاثہ کی انشورنس، معائنہ، اقساط، بروقت ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں جرمانہ سمیت تمام امور کی مکمل وضاحت ہوتی ہے۔[16]

پیشگی رقم

مالی تحدید کا یہ معاہدہ عقدِ اجارہ نہیں ہوتا۔ عقدِ اجارہ بعد میں الگ سے قرار پاتا ہے۔ یہ تو صرف بینک اور گاہک کے مابین ایک مفاہمت ہوتی ہے کہ گاہک مطلوبہ رقم کے لئے بینک سے اجارہ کی سہولت حاصل کرے گا۔ لیکن بینک، گاہک کی سنجیدگی معلوم کرنے اور خود کو خطرہ سے محفوظ رکھنے کے لئے گاہک سے پیشگی رقم وصول کرتا ہے تاکہ گاڑی کی دستیابی پر گاہک کہیں اسے لینے سے انکار نہ کر دے۔ نیز اگر مشینری کی خریداری کے بعد بینک کو گاہک کی وجہ سے کوئی نقصان اٹھانا پڑے تو وہ بھی اس رقم سے پورے کئے جاسکیں۔ فقہ کے قدیم لٹریچر میں ضمانت کا مسئلہ رہن، کفالہ اور حوالہ کے تحت زیر بحث آتا ہے جس میں فقہاء نے اجازت دی ہے کہ صاحبِ حق اپنے مال کے تحفظ کی خاطر دوسرے شخص سے کسی بھی طرح کی ضمانت لے سکتا ہے۔[17] اسی بناء پر AAOFI کا اجارہ اسٹنڈرڈ بیان کرتا ہے کہ:

> ادارے کو یہ اجازت ہے کہ وہ گاہک سے (پیشگی رقم) زرضمانت وصول کرلے تاکہ گاہک اجارہ پر دیئے جانے والے اثاثے اور اس کے مابعد کی ذمہ داریوں کو قبول کرلے لیکن شرط یہ ہے کہ (اگر ادارے کو نقصان ہو تو) ادارہ ماسوائے اصل نقصان کے جو اسے برداشت کرنا پڑا ہے، کسی قسم کی کٹوتی اس رقم سے نہیں کر سکتا۔[18]

پیشگی رقم کا استعمال

شرعی نقطہ نظر سے زرضمانت کی رقم بطور امانت ہے، بینک کو ہدایت ہے کہ وہ مندرجہ ذیل طریقوں سے رقم استعمال میں لائے:

> وہ رقم جو گاہک کی جانب سے بطور زرِ ضمانت جمع کرائی گئی ہے اسے ادارے کے پاس بطور امانت رکھا جاسکتا ہے جس کے بعد ادارہ اس کا مجاز نہ ہو گا کہ اسے سرمایہ کاری میں لگائے اور اگر گاہک کی اجازت ہو کہ ادارہ اس رقم کو کاروبار میں لگائے تو گاہک اور ادارے کے مابین مضاربت کی بنیاد پر اس رقم کو سرمایہ کاری میں بھی لگایا جاسکتا ہے۔ ادارے اور گاہک کے مابین اگر اس بات پر اتفاق ہو کہ اجارہ کے عقد کے بعد اس رقم کو پیشگی کرایہ تصور کیا جائے تو اس بات کی بھی اجازت ہے۔[19]

اسلامی بینک اپنے خطرات کا سدباب کرتے ہوئے گاہک سے زرضمانت "سیکیورٹی ڈیپازٹ" کے نام سے وصول کرتے ہیں جو کہ

Scanned by CamScanner

عموماً اثاثہ کی کل مالیت کا بیس فیصد ہوتا ہے تاہم گاہک کی خواہش پر اس کو بڑھایا بھی جاسکتا ہے۔

اثاثہ کی خریداری

بینک جب ہر طرح سے اطمینان کرلیتا ہے کہ گاہک گاڑی خریدنے میں سنجیدہ ہے تو وہ گاڑی خرید کر اپنے قبضہ میں لے آتا ہے۔ اور پھر گاہک کو اجارہ پر دیتا ہے۔ گاڑی کی خریداری کی مختلف صورتیں ہوتیں ہیں کبھی تو بینک بذات خود خریداری کرتا ہے اور کبھی گاہک کو ہی اپنا وکیل مقرر کرتا ہے کہ وہ بینک کی طرف سے خریداری کرے۔[۲۰] آئی-او-فی نے اسلامی مالیاتی اداروں کو وکالت کی بنیاد پر خریداری کی اجازت دی ہے۔ جس کو شریعہ اسٹینڈرڈیوں بیان کرتا ہے:

> ادارہ گاہک کو اس کی مطلوبہ مشینری وغیرہ خریدنے کے لئے وکیل مقرر کرسکتا ہے جس (مشینری) کی تفصیل اور قیمت وغیرہ پہلے سے متعین ہوچکی ہو۔ اثاثہ پر حقیقی یا حکمی قبضے کے بعد اسے گاہک کو اجارہ پر بھی دیا جاسکتا ہے۔[۲۱]

آئی-او-فی کی سفارش ہے کہ گاہک کو وکیل بنانے کی بجائے کسی تیسرے شخص کو وکیل بنایا جائے۔ تاہم یہ سفارش صرف اختیاری نہیں ہونی چاہیئے بلکہ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اسلامی بینکوں کو پابند کیا جائے کہ وہ اس کی بجائے بذاتِ خود اثاثہ جات کی خریداری کریں تاکہ اسلامی بینکوں کی مصنوعات عملی میدان میں سودی بینکوں کی مصنوعات سے ممتاز ہوں۔

ڈیلر بطور وکیل (Dealer As An Agent)

ڈاکٹر نور الدین کی تحقیق کے مطابق ملائشیا میں جب کسی شخص کو یہ ضرورت پڑتی ہے کہ وہ اجارہ پر اثاثہ حاصل کرے تو وہ ڈیلر سے رابطہ کرتا ہے۔ ڈیلر بینک کے نمائندہ کے طور پر اجارہ سے تمام متعلقہ کاغذات تیار کرکے بینک کو بھیج دیتا ہے۔ گاہک اور بینک کے مابین عقد اجارہ طے پاجاتا ہے جسکے بعد ڈیلر کی جانب سے اثاثہ گاہک کے حوالے کردیا جاتا ہے۔ گاہک کرائے کی ادائیگی بینک کو کرتا رہتا ہے۔ جیسے ہی ادائیگیاں ختم ہوتی ہیں بینک ایک دوسرے عقد کے ذریعے اثاثہ کی ملکیت گاہک کو منتقل کردیتا ہے۔[۲۲]

ماڈل

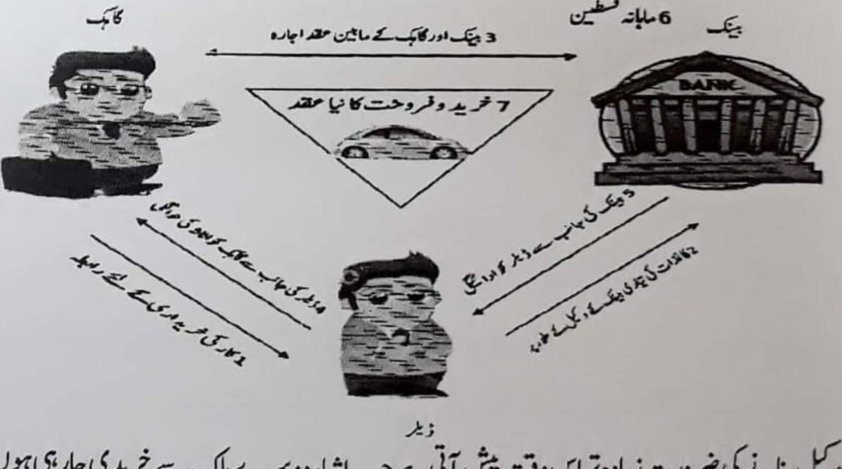

گاہک کو وکیل بنانے کی ضرورت زیادہ تر اس وقت پیش آتی ہے جب اشیاء دوسرے ملک سے خریدی جارہی ہوں۔ اشیاء کی خریداری سے لے کر اس پر قبضہ کرنے تک کے تمام معاملات میں گاہک کی حیثیت صرف وکیل کی سی ہے کہ وہ اپنے مالک (بینک) کی طرف

سے خریداری کا نمائندہ ہے۔ لہذا اس دوران گاہک اور بینک کے مابین وکالت کے احکام ہی جاری ہوں گے مثلاً:

۱. وکیل کو چاہئے کہ وہ مؤکل کی ہدایت کے مطابق کام کرے اور حدود سے تجاوز ہرگز نہ کرے۔ ماسوائے اس صورت کے جس میں فائدہ مؤکل کا ہو۔[۲۳] گاہک اگر بینک کی ہدایات کے مطابق کام نہیں کرتا تو نقصان کی ذمہ داری بھی اسی پر ہوگی۔

۲. وکیل کو اجازت نہیں کہ مؤکل کا کام اس کی اجازت کے بغیر آگے کسی کو دے[۲۴] لہذا اسلامی بینک اگر گاہک کو مشینری کی خریداری کا وکیل بناتا ہے تو وہ اس بات کا مجاز نہیں کہ کسی اور شخص کے ذریعے خریداری کروائے بلکہ یہ کام اسے خود کرنا ہوگا۔

۳. مشینری کی خرید و فروخت کے دوران کسی بھی قسم کا نقصان بینک کا شمار ہوگا، نہ کہ گاہک کا۔ اس لئے کہ اثاثہ کا مالک بینک ہے اور گاہک کی حیثیت وکیل کی ہے لہذا ملکیت سے متعلق تمام خطرات بھی بینک کو ہی برداشت کرنا ہوں گے البتہ اگر وکیل کی غفلت اور لاپرواہی ثابت ہو جائے تو اب نقصان کی ذمہ داری وکیل پر ہوگی۔

گاہک جب بینک کی جانب سے اثاثہ خرید لیتا ہے تو سپلائر کو اس کی قیمت بھی ادا کر دی جاتی ہے۔ بعض اوقات بینک خود ادائیگی کرتا ہے اور بعض اوقات یہ ادائیگی مستاجر کے ذریعے کی جاتی ہے۔ لیز کے بہت سے معاہدوں میں کرایہ اسی وقت سے شروع ہو جاتا ہے جب مؤجر (بینک) اثاثہ کی قیمت سپلائر کو ادا کرتا ہے قطع نظر اس کے کہ گاہک (مستاجر) نے اثاثہ پر قبضہ حاصل کیا بھی ہے یا نہیں؟ شریعت کی رو سے یہ سراسر ناجائز ہے اس لئے کہ کرائے کا استحقاق اس وقت ہوتا ہے جب اثاثہ گاہک کے ہاتھ میں استعمال کے قابل ہو لہذا شرعی طریقہ یہ ہے کہ اثاثہ کا کرایہ اس دن سے شروع ہو جس دن گاہک (مستاجر) اثاثہ پر قبضہ کرلے۔[۲۵]

اقساط کا تعین

اثاثہ کی قیمت اور مدت کے لحاظ سے اقساط مختلف ہوتی ہیں، ایک اثاثہ جسے چار سال کے لئے اجارہ پر لیا گیا اسکی اقساط کم ہوں گی لیکن ہر قسط کی مالیت زیادہ ہوگی جبکہ پانچ سال کے لئے جانے والے اثاثے کی اقساط زیادہ ہوں گی لیکن مالیت کم۔

اثاثہ جات کے کرائے اور قسطوں کے بارے میں شرعی نقطہ نظر یہ ہے کہ مؤجر اور مستاجر جس قیمت پر راضی ہو جائیں وہ جائز ہے عقد اجارہ میں مختلف مدتوں کے لیے مختلف کرائے بھی طے کئے جاسکتے ہیں۔ ڈاکٹر عمران اشرف عثمانی لکھتے ہیں:

> لمبی مدت کے اجارہ میں یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ مؤجر کے لئے ایک ہی متعین کرایہ فائدہ مند نہیں ہوتا اس لئے کہ بازار کے حالات وقتاً فوقتاً بدلتے رہتے ہیں لہذا مؤجر (بینک) اس معاملے میں دو طریقے اپنا سکتا ہے۔
>
> ۱. وہ اجارہ کا عقد اس طرح سے طے کرلے کہ ایک خاص عرصے مثلاً سال کے بعد ایک خاص تناسب مثلاً پانچ فیصد کے حساب سے کرایہ بڑھایا جائے گا۔
>
> ۲. وہ اجارہ کا عقد مختصر عرصے کے لئے کرے جس کے بعد اجارہ کے فریقین اس کی تجدید کریں[۲۶] اس صورت میں فریقین میں سے ہر ایک اختیار حاصل ہوگا کہ تجدید سے انکار کردے اس صورت میں کرائے دار کو اثاثہ چھوڑنا پڑے گا اور اس پر لازم ہوگا کہ وہ مالک (مؤجر) کو واپس کردے۔

دور حاضر کے علماء نے اثاثہ جات کے کرایوں کو، سالانہ ٹیکس میں اضافے اور افراط زر کی بڑھتی ہوئی شرح سے منسلک کرنے کی بھی اجازت دی ہے مثلاً یہ کہ مؤجر اور مستاجر یہ طے کرسکتے ہیں کہ اگر ٹیکس میں اضافہ تین فیصد ہوا تو کرایہ بھی تین فیصد بڑھ جائے گا

اور اگر افراط زر کی شرح پانچ فیصد ہوئی تو کرایہ بھی پانچ فیصد کے حساب سے بڑھ جائے گا۔ انہوں نے کرائے کو کسی واضح بینچ مارک سے منسلک کرنے کی بھی اجازت دی ہے۔[۲۷]

اثاثہ سے متعلق اخراجات

اجارہ میں چونکہ اثاثہ کی ملکیت بینک کے پاس ہوتی ہے لہذا ملکیت سے متعلقہ تمام اخراجات بینک کو برداشت کرنا ہوتے ہیں۔ کویت فائنانس ہاؤس کے مطابق وہ تمام اخرجات جن کے ذریعے اثاثے کو استعمال کے قابل بنایا جاسکے، مؤجر (یعنی بینک) کے ذمہ ہوں گے۔ بینک اور گاہک کے مابین اگر یہ معاملہ طے ہو جائے کہ گاہک بینک کی جانب سے اخراجات کرے گا اور پھر بینک بعد ازاں اس کی ادائیگی کر دے گا تو یہ بھی جائز ہے۔[۲۸]

ڈاکٹر حسین حامد حسان نے اسلامی ترقیاتی بینک کے استفتاء کے جواب میں اس مسئلے کی تشریح یوں کی کہ وہ اخرجات جو اثاثے کو چالو حالت میں رکھنے کے لیے ضروری ہوتے ہیں مثلاً آئل، فلٹر کی تبدیلی اور ٹیوننگ وغیرہ تو یہ تمام گاہک کے ذمہ ہوں گے البتہ وہ بڑے اخراجات جن کی ضرورت کبھی کبھار پیش آتی ہے اور جو غیر معمولی وجوہات کی بناء پر وقوع پذیر ہوتے ہیں (مثلاً انجن تیار کروانا، وائرنگ کی تبدیلی وغیرہ) یہ تمام بینک کے ذمہ ہوں گے۔[۲۹]

عقدِ اجارہ میں ضمانتیں

عقد اجارہ کے بعد اقساط کی عدم ادائیگی کا خطرہ بہر حال گاہک کی جانب سے رہتا ہے لہذا اسلامی بینک کچھ ضمانتیں گاہک سے طلب کرتا ہے۔ شخصی اجارہ میں ان ضمانتوں کی ضرورت چنداں پیش نہیں آتی البتہ کارپوریٹ اجارہ میں یہ ضمانتیں لی جاتی ہیں۔

جنرل گارنٹی (General Guaranty)

یہ گارنٹی ادارے کا ڈائریکٹر اپنی طرف سے دیتا ہے کہ گاہک نے اگر ادائیگی نہ کی تو ڈائریکٹر اپنے اثاثہ جات سے اس کی تلافی کرے گا۔[۳۰]
بعض اوقات بینک اپنے گاہک سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ایک خاص رقم اکاؤنٹ میں رکھے اور بینک کو اجازت دے کہ اگر اس نے ادائیگی نہ کی تو بینک اس رقم سے کٹوتی کر سکتا ہے۔

قبل از وقت حاصل کئے گئے چیک (Post Paid)

بعض اوقات بینک گاہک سے قبل از وقت چیک حاصل کرلیتا ہے مثلا: اجارہ کی ساری مدت یا سال بھر کی اقساط کے چیک ان کی مقررہ تواریخ کے حساب سے وصول کرلئے جاتے ہیں[۳۱] پھر جیسے جیسے قسط کی تاریخ آتی رہتی ہے ویسے ویسے چیک کیش کروا کے ادائیگی بھی ہوتی رہتی ہے۔

ادائیگی میں تاخیر

عقد اجارہ میں اثاثہ حاصل کرلینے کے بعد جیسے عدم ادائیگی کا خطرہ بینک کو رہتا ہے ویسے ہی ادائیگی میں تاخیر بھی ممکن ہے، لہذا گاہکوں کو بروقت ادائیگی کا پابند بنانے کے لئے اسلامی بینکوں کو یہ اجازت ہے کہ تاخیر کی صورت میں وہ گاہک پر جرمانہ عائد کریں، اسلامی مالیاتی اداروں کے شریعہ اسٹینڈرڈ کے مطابق اسلامی بینک اس کے مجاز نہیں کہ وہ جرمانہ سے حاصل کی گئی رقم خود استعمال کریں بلکہ اسے خیراتی مقاصد میں استعمال کیا جائے۔[۳۲] مختلف اسلامی بینکوں نے اسے بینکاری کے آپریشنز میں لاگو کر دیا ہے مثلاً

Scanned by CamScanner

میزان بینک نے مؤخر ادائیگی کے تحت جرمانہ کی حد میں جو رقوم وصول کیں انہیں صحت، فلاح وبہبود کے منصوبوں اور مختلف آفات سے متاثرہ افراد کے مابین تقسیم کیا۔ رقوم کی تفصیل حسب ذیل ہے:[۳۳]

سال	میزان بینک (Rupees in MLN)	دبئی اسلامی بینک (Rupees in 000)
۲۰۱۱ء	29.49	12,000
۲۰۱۰ء	137.633	12,441
۲۰۰۹ء	14.605	19,100
۲۰۰۸ء	2.13	3,986
کل رقم	184	47,527

اجارہ کا اختتام اور انتقال ملکیت

اسلامی بینکوں میں طے پانے والے عقد اجارہ شروع سے لے کر آخر تک ایک عقد نہیں بلکہ کئی عقود کا مجموعہ ہوتا ہے۔ کہیں اجارہ پر حاصل کرنے کا وعدہ تو کہیں عقدِ وکالت اور پھر عقد اجارہ۔ گاہک جب اپنی قسطیں مکمل کر لیتا ہے تو اجارہ کی مدت ختم ہونے کی وجہ سے یہ عقد اپنے اختتام کو پہنچتا ہے۔ اب گاہک کو اختیار ہے کہ وہ چاہے تو اثاثہ بینک کو واپس کر دے اور بینک گاہک کو سیکیورٹی ڈیپازٹ واپس کر دے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ گاہک اثاثہ حاصل کرنے کا متمنی ہے تو اجارہ کے شریعہ اسٹینڈرڈ کے مطابق بینک درج ذیل طریقوں سے اثاثہ کی ملکیت گاہک کو منتقل کر سکتا ہے۔

۱. بینک گاہک سے یہ وعدہ کرے کہ وہ (اجارہ کے اختتام) پر کسی ٹوکن یا دیگر طے کردہ قیمت پر گاہک کی جانب سے باقی ماندہ اقساط کی فوری ادائیگی یا اثاثہ کی بازاری قیمت پر اثاثہ گاہک کو فروخت کر دے گا۔

۲. بینک، گاہک سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ اجارہ کے اختتام پر اثاثہ بطور تحفہ دیا جائے گا۔

۳. اثاثہ کی بطور تحفہ حوالگی کسی واقعہ سے مشروط ہو مثلاً باقی ماندہ اقساط کی ادائیگی۔[۳۴]

پاکستان کا میزان بینک سیکیورٹی ڈیپازٹ کے عوض اثاثہ کی ملکیت گاہک کو منتقل کر دیتا ہے۔ ابوظہبی اسلامک بینک ایک ہزار درہم کے عوض گاہک کو گاڑی فراہم کرتا ہے۔[۳۵] اجارہ کا ایسا طریقہ کار جسمیں اجارہ کے آخر میں اثاثہ گاہک کے حوالے کر دیا جائے اجارہ منتہیہ بالتملیک کہلاتا ہے کہ یہ ایسا اجارہ ہے جس کے اختتام پر ملکیت گاہک کو منتقل ہو جاتی ہے۔

میزان بینک کا کار اجارہ

میزان بینک اجارہ کی بنیاد پر گاڑی فراہم کرتا ہے جس میں بینک پہلے گاڑی خرید تا ہے اور پھر گاہک کو اجارہ پر فراہم کرتا ہے۔ اجارہ کے اختتام پر سیکیورٹی ڈیپازٹ کے عوض گاڑی گاہک کے نام منتقل کر دی جاتی ہے۔

میزان بینک کار اجارہ سروس میں نئی اور استعمال شدہ (لوکل، امپورٹڈ) دونوں طرح کی گاڑیاں فراہم کرتا ہے۔ نئی گاڑی فوری اور بکنگ دو طرح کی بنیادوں پر دستیاب ہوتی ہے۔ استعمال شدہ گاڑی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ درج ذیل خصوصیات کی حامل ہے۔

۱۔ دو مرتبہ سے زائد رجسٹرڈ نہ ہو۔ ۲۔ پانچ سال سے زیادہ پرانی نہ ہو۔

۳۔ اگر گاڑی دو سال تک پرانی ہو تو سیکیورٹی ڈیپازٹ بیس فیصد ہے اور اگر دو سال سے زائد پرانی ہو تو پھر یہ شرح تیس فیصد ہے۔

Scanned by CamScanner

۴۔ اجارہ کے اختتام پر گاڑی آٹھ سال سے زائد پرانی نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر گاڑی پانچ سال پرانی ہے تو کل مدت اجارہ تین سال ہو گی اور اگر تین سال پرانی ہوئی تو عقد اجارہ چار اور پانچ سال تک کے لئے کیا جاسکتا ہے۔

۵۔ استعمال شدہ گاڑی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ گاڑی کی مالیت ڈھائی لاکھ سے کم اور پندرہ لاکھ سے زائد نہ ہو۔

جانچ پڑتال کی فیس (Processing Fee)

دس لاکھ سے کم مالیت کی گاڑی کے لئے پروسیسنگ فیس چار ہزار جبکہ دس لاکھ سے زائد کے لئے پانچ ہزار ہے۔

متعلقہ کاغذات: میزان بینک کار اجارہ فراہم کرنے کے لئے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی، حالیہ تصویر، رہائشی پتہ پر موصول ہونے ولا یوٹیلیٹی بل، تنخواہ کی رسید اور گزشتہ چھ ماہ کی بینک اسٹیٹمینٹ طلب کرتا ہے۔[۳٦]

نتائج وسفارشات

ا۔ عقد اجارہ کا جواز قرآن، حدیث اور اجماع سے ثابت ہے۔

۲۔ عہد حاضر میں اسلامی بینک اجارہ کو جدید پیمانوں پر استعمال کر رہے ہیں جس میں عقد اجارہ کے علاوہ دیگر معاون معاہدات بھی شامل ہوتے ہیں۔ یہ طریقہ کار جائز ہے بشرط یہ کہ شرعی حدود کی مکمل پابندی کی جائے۔

۳۔ مروجہ اجارہ میں روایتی بینکاری کے طریقہ کار سے بھی فائدہ اٹھایا جارہا ہے مثلاً گاہک کی مالی حیثیت کا مختلف طریقوں سے جائزہ لینا۔ یہ طریقہ کار جائز ہے اور اس کا شریعت سے کوئی تصادم نہیں۔ گاہک کو اثاثہ دینے سے قبل اس کی چھان بین کرنا وہ امر ہے جس کی ممانعت نہیں۔

۴۔ گاہک اگر اقساط بروقت ادا نہ کرے تو اس سے جرمانے کی رقم لے کر صدقہ کرنا، سود حاصل کرنے سے یا عائد کرنے سے اگرچہ سود رجے بہتر ہے لیکن اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ تاخیر کنندہ کے عذر کو حقیقی بنیادوں پر تسلیم کرنے کا کوئی میکانزم تیار کیا جائے تاکہ واقعی طور پر مسائل کا شکار شخص جرمانے سے بچ سکے اس لئے کہ قرآن حکیم کی ہدایات یہی ہیں کہ اگر تنگدست شخص مہلت کا مطالبہ کرے تو اسے مہلت دینی چاہیئے۔

۵۔ سالانہ رپورٹ (Annual Report) کسی بھی کمپنی کی اہم دستاویز شمار ہوتی ہے۔ اسلامی بینکوں کی سالانہ رپورٹس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جرمانے سے حاصل شدہ آمدن کو مختلف جگہوں پر صدقہ کرتے ہیں۔ یہ ایسی معلومات ہیں جو عوام میں اعتماد کا باعث بنتی ہیں۔ اسلامی بینکوں کو چاہیئے کہ وہ ایسی معلومات زیادہ سے زیادہ فراہم کریں تاکہ عوام الناس کے شبہات کو دور کیا جاسکے۔

دور حاضر میں اجارہ کو زیادہ تر کار اجارہ (Car Ijarah) میں استعمال کیا جارہا ہے۔ اگر اس کے دائرہ کار کو دیگر شعبہ جات تک بڑھادیا جائے تو اس کے مفید نتائج سامنے آسکتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

---

[۱] الشافعی، تقی الدین. کفایۃ الأخیار فی حل غایۃ الاختصار. ط: ۱۹۹۴ء، المکتبۃ العصریۃ، بیروت، ۱/۵۸۴ ؛ المرغینانی، علی بن ابی بکر. الھدایۃ. ط: دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۳/۲۳۰؛ الدردیر، محمد بن احمد بن عرفہ. الشرح الکبیر. ط: دار الفکر، بیروت، ۴/۲

[۲] القرآن الکریم، سورۃ الکہف : ۷۷

Scanned by CamScanner

[3] القرآن الکریم، سورۃ القصص : ۲۷

[4] القرآن الکریم، سورۃ الطلاق : ۶

[5] بخاری، محمد بن اسمٰعیل. الجامع الصحیح. ط: ۱۴۲۲ھ، دار طوق النجاۃ، ۳/ ۸۲، حدیث: ۲۲۲۷

[6] البیہقی، احمد بن حسین. السنن الکبریٰ. ط: ۲۰۰۳ء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۶/ ۲۰۰، حدیث: ۱۱۶۵۹

[7] الکاسانی، ابو بکر بن مسعود. بدائع الصنائع. ط: ۱۹۸۶ء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴/ ۱۷۴

[8] ابن رشد، ابو الولید محمد بن احمد. بدایۃ المجتہد. ط: ۲۰۰۴ء، دار الحدیث، قاہرہ ۲۰۰۴ء، ۴/ ۵

[9] AAOIFI (Accounting and Auditing Organization For Islamic Financial Institutions)Manama,Bahrain,2008, Ijarah MuntahiaBittamleek, 2/1 See item 8 /8/1,p:141

[10] الخافی، خالد بن عبد اللہ. الاجارہ المنتہیۃ بالتملیک فی ضوء الفقہ الاسلامی. ط: ۲۰۰۱ء، ص ۶۰

[11] Mohammad Hashim Kamali. A shri'ahAnalysis of issues in islamic Leasing, *J.KAU: Islamic Economics*, vol. 20, No.1, P.8

[12] عبد اللہ، خالد امین، حسین سعید، العملیات المصرفیہ الاسلامیہ: الطرق المحاسبیہ الحدیثۃ: دار وائل للنشر عمان، اردن، ص: ۲۱۱

[13] درخواست فارم کا نمونہ دیکھنے کے لئے ملاحظہ ہو:

http://www.meezanbank.com/docs/car_ij_appfrm.pdf accessed on: 15 March,2014.7:45 am
http://www.bankislami.com.pk/product_services/auto_ijarah/new_vechile.php 15th march 7:46 pm

[14] نوکری پیشہ اور کاروباری افراد سے متعلقہ مالی معلومات کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو میزان بینک کے

Application Form: کا حصہ Salaried individuals, business and self employment professionals.

[15] Samandani, Ijaz Ahmed.(2008). *Leasing Process in Islamic Banking System*. DarulIshaat, Karachi, P.38

[16] AAOIFI,Ijarah standard 2/2,p.141

ماسٹر اجارہ ایگریمنٹ کی تفصیلی دستاویز کا نمونہ دیکھنے کے لئے ملاحظہ ہوں:

http://www.sbp.org.pk/press/essentials/Lease%20Agreement.htm 15th sep,2014 8:02 pm

[17] السرخسی، محمد بن احمد. المبسوط. ط: ۱۹۹۳ء، دار المعرفہ، بیروت، ۹/ ۱۶۱؛ ابن قدامہ، موفق الدین عبد اللہ بن احمد. المغنی. ط: مکتبۃ القاہرہ، ۴/ ۲۴۵؛ الزیلعی، عثمان بن علی. تبیین الحقائق. ط: المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ، ۱/ ۱۷۴

[18] AAOIFI,Ijarah Standard, 2/3, P141

[19] AAOIFI, Ijarah Standard 2/3, P.141

[20] Muhammad Obaidullah, *Islamic Financial Services*,K.A.U,jeddeh,P.90

[21] AAOIFI, Ijarah Standard, 3/4

[22] Nurudin Awati Irinani and Asyraf Waidi Dusuki, A Critical appraisal Al-Ijarah Thumma Al-Bayl (AITAB) Operation: Issues and prospects.p,5. Paper Presented at 4th International Islamic Banking and Finance Conference. Monash University of Malaysia. Kuala Lumpur, November 13th 4th.Retrived from: http://www.kantakji.com/media/8603/s51.pdf

[23] بدائع الصنائع، ۶/ ۲۴

[24] ایضاً

[25] Usmani, Muhammad Taqi.(2012) . *An Introduction to Islamic Finance* ,Quranic studies publisher,krachi,p.130

[26] Usmani, Imaran Ashraf. *Meezan Bank's Guide to Islamic Banking*,Meezan bank, P.144

[27] AAOIFI, Ijarah Standard 5/2/3

[28] Hashin Kamali, A Shari'ah Anal ysis in Islamic Leasing, P.8. Compare it, Muhammad Taqi Usmani, An Introduction to Islamic Finance, P.164

[29] Hashin Kamali, A Shari'ah Anal ysis in Islamic Leasing, P.5

[30] Samdani, *Leasing Process in Islamic Banking System*, P.68.

[31] Samdani, *Leasing Process in Islamic Banking System*, P.68

[32] Samdani, *Leasing Process in Islamic Banking System*, P.68.

Scanned by CamScanner

[33] Meezan Bank AnnualReports:2008 t0 2012،,p-65,p-55,p-42 and DIB Annual Reports:2009,p-23, 2010,p-23

[34] AAOIFI, Ijarah Standards 8/1, a,b,c.

[35] http://www.meezanbank.com/islamiccarfinancing.aspx 15th sep,2014 9:20 pm

[۳۶] میزان بینک کے کار اجارہ کی مکمل تفصیل دیکھنے کیلئے میزان بینک کی ویب سائٹ www.meesanbank.com پر (Auto Ijarah) پر کلک کریں

Scanned by CamScanner